السؤال والجواب

فی

مسئلۃ الحجاب

مسمیٰ بہ گریجوایٹ خاتون اور مولانا

دلائل فقہیہ آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ و نظریات عقلیہ
کی روشنی میں پردہ کی بحث کی گئی ہے۔

مصنفہ

علامہ ابو الحسنات قادری

خطیب مسجد وزیر خان و صدر مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور

ناشر: ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیۃ العلماء پاکستان لاہور

بار سوم — تعداد ۱۰۰۰

محمد احمد ترازی
کراچی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دلچسپ مکالمہ

گریجوایٹ خاتون۔ مولانا! میں نے آپ کا رسالہ "عورت اور پردہ" پڑھا ہے۔ آپ نے اس میں اس امر پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ خواتین کو مکانوں کی چاردیواری میں اس طرح قید کیا جائے کہ وہ وہیں گھٹ گھٹ کر مر جائے۔ معاف فرمایئے میں آپ کے اس رویہ کے خلاف ہوں۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں تہذیب مغربی دنیاوی تہذیب و ترقی کا سرچشمہ ہے۔ انہوں نے حقائق اشیاء اپنی سعی سے معلوم کرکے وہ وہ چیزیں ہمارے سامنے رکھ دیں جن کا کہ ہم مسلمانوں میں بھی تصور نہ تھا۔ کہیں ریل گاڑی۔ کہیں موٹر کار۔ کہیں سائیکل کہیں ایروپلین۔ ریڈیو۔ وائرلیس اور کیا کیا۔ آپ حضرات ہیں کہ اسی تنگ نظری کی تاریکی میں پڑے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ کا احسان یہ ہوگا کہ خواتین کو گھر کی بیٹیا یا ڈربے کی مرغی بنا ڈالیں۔ خدا را تشدد چھوڑیئے۔ اور دنیا کی شاہراہ پر آکر آنکھ کھول کر دیکھئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ آپ اسلام کے پردہ میں ایک اس صنف لطیف کو جو آپ سے دوش بدوش چل رہی ہے کیوں ذلیل کر رہے ہیں۔ عورت اگر سراپا عورت ہے۔ تو مرد سراپا مرد ہوگا۔ پھر جہاں عورت کا مفہوم اس کے ظاہر ہونے سے عار آنے لگے آپ سمجھئے تو مرد کے کیا معنے ہوں گے۔ میں نہیں سمجھ سکی کہ عورت مردوں سے کس امر میں کم ہے۔ اگر مرد بی اے۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایف اے۔ میٹرک کر سکتا ہے تو عورتوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مرد سے زیادہ یہ ڈگریاں لے سکتی ہیں۔ اگر مرد ایم ایل اے بن کر اسمبلی میں بل پیش کر سکتا ہے تو عورت بھی ان میں مرد کی برابری کر سکتی ہیں۔

مولانا۔ معاف فرمائیں۔ آپ نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے اسی وقت یہ فیصلہ کر کے چلی ہیں کہ اپنی کہنے کے سوا کسی کی نہ سنو گی تو کیا ایک بات بھی

نہ سنیں گی۔ ہاں جب کہ کھل کر آپ نے سب کچھ کہہ لیا ہے۔ تو اسی طرح خاموشی سے سن ہی لیں۔

گریجوایٹ خاتون۔ نہیں معقول چیز اگر آپ پیش کریں گے۔ تو اس کے ماننے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ بیان کیجئے۔ لیکن جو کچھ آپ کہیں واضح ہو۔ ایسی باتوں میں ہرگز نہ مانوں گی۔

مولانا۔ بیگم صاحبہ! میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اس زمانہ میں تہذیب مغرب کو ترقی کا سرچشمہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی محیر العقل ایجادات نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ اس ایجاد و ترقی کے ماتحت ان کا ہر فعل منشائے قدرت کے موافق تسلیم کر لیا جائے۔ اور اہل مشرق ان کی ہر اچھی اور بری تہذیب کو بغیر سوچے قابل تقلید سمجھ لیں۔ دنیا میں سوچ سمجھ کر غلطی بھی کرتا ہے چنانچہ مغربی تہذیب نے ایک خلاف قانون فطرت بیڑا اٹھایا ہے۔ اور اس میں خواتین کو درجہ مساوات دے کر پردہ سے باہر لانے کی سعی کی ہے۔ جیسے کہ ہمارے تعلیم مغربی کے دلدادہ افراد صنف لطیف کو برابری کی ڈگری دینے والے عقلمند داڑھی مونچھ منڈا کر اس کی شکل و شمائل سے بن گئے۔ اور پردہ اٹھا کر غیر قوموں سے اپنی خواتین کی ملاقات بھی کرانے لگے۔ جیسے کہ ووٹ کے ذریعے اسمبلی میں انہیں ممبر بنا لیا ہے کہ آخر حق قانونی سند کی بجائے انہیں دلا دیا۔ مگر اس امر پر غور نہ کیا کہ اگر وہ اپنی حرکات اور اپنی معاملات کا شغف یا احباب کی خاطر و مدارات کی مصروفیت کی وجہ سے حمل یا وضع حمل کی تکالیف کو ناقابل برداشت خیال کرکے یہ قانون پاس کر دیں۔ کہ جب مرد و عورت مساوی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ صرف عورت ہی بچے جنے۔ اور مرد اس سے بری الگ تھلگ رہے۔ بلکہ آج سے آدھی نسل مرد جنیں گے اور آدھی عورتیں۔ تو اس قانون کے ماتحت یقیناً جو خواتین کی مساوات کے حامی ہیں۔ کیا کریں گے؟ انہیں سخت مشکل درپیش ہوگی۔ انکار تو قانوناً منع ہوگا۔ مگر تعمیل علاوہ فطرت کے منع ہوگی۔ پھر عدم تعمیل کے جرم کی سزا میں اگر خواتین نے افزائش نسل کا بائیکاٹ کر دیا۔ تو نتیجہ مساوات قطع نسل کا ہی ظاہر ہوگا۔ پھر غور کیا جائے تو مرد ہر روز کم از کم ایک بچے کا مواد

سکتی ہے۔ جیسے عورت نو ماہ کی محنت شاقہ برداشت کرنے کے بعد بمشکل ایک بچہ تیار کر سکتی ہے۔ آپ ہی فرمائیں۔ اس قدر سست مشین کی مساوات تیز مشین کے ساتھ کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عورت نہ مرد سے مقدم ہے نہ برابر بلکہ پیدائش اور پیدائش نسل کے لئے وہ مرد کا ہی ایک جزو مرفوعہ ہے۔ جیسا کہ حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق سے ظاہر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ عورت جزو مرد ہے اور جزو کل کا قائم نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد کو مساوی نہیں مانا۔

وراثت میں عورت کا مرد سے نصف حصہ رکھا گیا ہے۔ اور ہندو کے دھرم میں تو بیچاری عورت کو محروم ہی کر دیا گیا ہے۔ پھر دو جو عورت عورت کو ہرگز نہیں دیا۔ صرف اور صرف مرد کو ہی اس کا اہل قرار دیا۔ تو ثابت ہوا کہ عورت مرد کے مساوی نہیں۔ گواہی میں ایک مرد کی شہادت کے برابر دو عورتیں رکھی گئیں۔ عورت کے جسم کی ساخت بتناسب اعضا مخصوص آلات اور کم ہمتی وغیرہ اس امر کی دلیل ہیں کہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش مساوا وار مساوات میں قطعاً نہیں آ سکتیں۔

عالم اسباب کے بقا کے دو سبب خاص ہیں۔ نسل اور دولت۔ چنانچہ افزائش نسل اور پرورش عورت کے فرائض میں ہے۔ اور کفالت اخراجات مرد کے ذمے۔ قرآن کریم میں پانچویں پارہ رکوع دوم کے اندر ارشاد ہے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے بعض کو بعض پر۔

وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔ اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں اپنے خاوندوں کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔ اپنی عفت اور شوہر کے مال وغیرہ کی جس طرح اللہ

نے حفاظت کا حکم دیا۔

پھر عورتوں کی نافرمانی کے پہلوؤں پر سزا تجویز کی۔ اور ارشاد ہوا۔ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ۔ تنبیہ کے طور ظاہر کرو۔ انجام نافرمانی کی طرف توجہ دلاؤ۔ اگر اس سے بھی سیدھی نہ ہوں تو ان سے الگ سو۔ اس سے بھی عقل نہ آئے تو انہیں مارو۔ لیکن مار نہ کر ضرب شدید۔ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر کسی اور زیادتی کی راہ نہ چاہو۔ آیۂ کریمہ مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ عورت قرآنی نظر میں بھی مرد کی دست نگر ہے۔ مردوں کو اللہ نے ان پر حاکم بنایا ہے۔ اور عورتوں کو فرمانبردار رہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ کا یہ اعتراض کہ عورت سراپا عورت اور واجب الستر ہے۔ تو مرد کیا ہے۔ اس کا جواب واضح ہو۔

عورت سراپا عورت اور واجب الستر ہے۔ مرد رَجُل ہے۔ اور رَجُل چلنے پھرنے والے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مرد ہر جگہ چلنے پھرنے میں مختار ہے۔ مستورات کو مستور رکھنا تو شرعی فرض ہی نہیں بلکہ فطری فرض بھی ہے۔ عورت اور مستورات کے متعلق تو یہ ہے۔ پردہ تو موروں میں بھی نسل۔ مذہب اور اصل وارث کی حفاظت نہایت ضروری سمجھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کا متفقہ پردہ رسم ہا دے سے واضح ہے۔ کوئی قوم اپنی لڑکی یا بہن وغیرہ کو شوہر کے سوا کسی غیر مرد کے قبضہ میں دینا گوارا نہیں کرتی۔ اور اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے اولاد حاصل کرنا سخت بے حیائی مانی جاتی ہے۔ نیوگ کا مسئلہ آریوں میں پایا ہے تو ضرور۔ مگر وہ اس کے ظاہر کرنے سے شرماتے اور کتراتے رہے۔ شوہر کے سوا کسی غیر سے جو اولاد بھی ہو۔ وہ ہر قوم و مذہب میں حرامی قرار پاتی ہے۔ اس مسلمہ اصول کی حفاظت ہر ملک و قوم میں مختلف طریقوں سے کام ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ طریقہ ناقص ہونے کی وجہ سے حفاظت میں کامیابی ہو یا نہ ہو۔

اس مسئلہ میں صرف اور صرف اسلام کو فخر حاصل ہے۔ کہ اس کے اصول مکمل ہیں۔ اس کے پیچھے شیخ خواہ بادشاہ ہو یا وزیر، رئیس ہوں یا فقیر، طاقتور ہوں یا کمزور سب ہیں۔ سو وہ اصول اسلامی یہ ہے۔ کہ عورت مکمل پردہ میں رہے۔ اور اگر بضرورت گھر سے باہر نکلے۔ تو کم از کم برقع یا چادر سے اپنے آپ کو چھپا کر اپنی زینت اور بناؤ سنگھار کو چشم اجانب سے پوشیدہ کر کے نکلے۔ اپنی نظر اجانب و اغیار کی طرف تاک جھانک سے نیچی رکھے۔ چلے تو ایسی چال کہ جس سے زیور کی آواز بھی غیر مرد سن کر اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر غیر مرد سے گفتگو کرنے کی ضرورت پڑے۔ تو بے لوچ کرخت آواز سے معقول بات کرے۔

اسلام نے پردہ کی حفاظت کے باعث مرد کو عورت کی ضروریات کا ذمہ دار بنایا ہے۔ اگر مرد مر جائے یا طلاق دے دے تو عورت دوسرا مرد اپنا شوہر بعد عدت بنا سکتی ہے۔ اور شوہر سے حسب منشاء ایک رقم جسے مہر کہا جاتا ہے۔ مقرر کر کے یا تو معجل عند الطلب کر سکتی ہے یا مؤجل الی ابقا … رکھ سکتی ہے تاکہ بیوہ کے کام کی تکمیل میں آسانی رہے۔ اور تا حصول شوہر جیسے پھر کی وہ مجبور نہ ہو سکے۔ اور ساتھ ہی عورت شوہر کے ترکہ میں سے بھی حصہ دار ہے۔ حج بھی عورت پر مرد کی طرح محض استطاعت سبیل الطریق پر فرض نہیں بلکہ ہمراہی کے لئے محرم ہو تو فرض ہے۔ عورت پر نماز بجماعت واجب نہیں ہے جمعہ بھی عورت پر لازم نہیں۔ بلکہ مسجد میں جمعہ کے روز اندر آنا مکروہ ہے عورت تازہ ہوا کھانے کے لئے باغ میں جانے سے پردہ کی پابندی کے ساتھ مجاز ہے۔ عورت جنگل میں کھیتی باڑی کر سکتی اور مویشی پال سکتی ہے۔

محض چند در چند فضول اشیاء بڑھا کر اپنی چیزوں کی حد تک مت کے خیال سے یا اخراجات روز بروز فضول بڑھا کر زیر بار ہو کر چند نا ایک کو مشتریوں اور دکانوں میں بٹھا کر فضول چھینا جھپٹا تاکہ بیوہ عورت پر ظلم سے صبر کیا ہے۔ انصاف ہے اگر حقیقتاً دیکھا جائے۔ تو ایسا کرنے والے خود ظالم ہیں۔ جو اپنی عورتوں کو ایسی جگہ رکھتے ہیں۔ شریعت ہوادار مکان۔ باغ وغیرہ میں جہاں تازہ ہوا بھی ہو اور پردہ بھی رہ سکے۔ وہاں رہنے سے منع نہیں کرتی۔ افسوس آج آزاد

خیالی کی بیماری اور مغربی تعلیم کے زہریلے اثرات نے اپنا پردہ خود چاک کر دیا۔ ورنہ پردہ تو عورت کے لئے بہترین عصمت حقیقی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس نامدہ است کز دریشہ شکارے بکند
تیغ گیرد بکف و تیغ دیدہ بکند
ایں نشان ہمت مرداں چنیں محمود است
کہ زن از پردہ بروں آید و کارے بکند

تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ بھی اپنی بہو بیٹیوں کو پردہ میں رکھتے تھے۔

آج چند پیسے پاس ہو جانے کے بعد چند مغربی تعلیم کی سطور یاد کر لینے کے بعد … بی بی ٹولا سے عبور کرتے کرتے عیسی سیڑھی پر چڑھ جانے والیاں پکار رہی ہیں کہ پردے سے بیگم صاحبہ کی صحت خراب ہوتی ہے۔ صاحب کی راحت اور گھر کا نظام بگڑ رہا ہے۔ بے پردہ بیوی کے ساتھ صاحب ایم بی بی ایس نام کما کر نہایت مسرت … ہیں۔ افسوس۔ انقلاب۔ انقلاب۔ انقلاب۔ کل اسلامی احکام پر جان و مال۔ عیش و آرام قربان کرنے میں مسلمان کو راحت ملتی تھی۔ آج ان احکام کو مسخ کرنے اور اپنی مرضی کے موافق الہامی تحریف کرنے سے چین آتا ہے۔ کیونکہ روشنی … آتش … سے احکام اسلامیہ پر برق گرا رہا ہے۔ اور کہیں ترک جیسی سلطنت بھی بے پردگی کی امانت ظاہر کر کے پکار رہی ہے کہ ہم نے بے پردگی سے ہی اپنی سلطنت بچائی ہے۔

اسلام میں مردوں کی امانت عورت کے ذریعہ کہیں نہیں ملتی۔ بلکہ صرف چند جوان مردوں نے میدان میں گھس کر دشمن کی ہزاروں کی تعداد کو پسپا کر دیا۔ اور ان کا منہ پھیر دیا۔

مگر جواب خاتون۔ مولانا جو کچھ آپ نے فرمایا اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو اپیل کرتی ہیں۔ مگر بعض باتیں تو آپ نے دریا میں ہی کہہ دیے۔ جو مجھے ہرگز جچی نہیں۔

اچھا بات کو طول نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ عقلی دلائل کے مقابلہ میں

نقلی دلائل بلا ترمیم اور تاویل کے مجھے بتائیں۔ اور اس سے پردہ ثابت کریں جتنا پردہ قرآن اور حدیث سے ملے گا۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔

مولانا۔ جزاک اللہ۔ اب آپ راہ پر آئیں۔ بس آپ کا اور ہمارا معاملہ صاف ہوگیا۔ اب آپ اول آیات قرآنی سن لیں پھر احادیث پیش کرونگا۔

قبل اس کے کہ میں آیات قرآنی پیش کروں۔ مجھے کم از کم آپ اپنی معلومات سلطانو کے ماتحت اتنا بتادیں۔ کہ اسلام سے پہلے عورتیں ننگی پھرتی تھیں جس پر آیات حجاب آئیں یا سنہ پا خود کھولے۔ آجکل کی سی گریجوایٹ بیگم صاحبہ کی طرح آزادی ہے۔

گریجوایٹ خاتون۔ دیکھو کسے سا کہا ہو بات کرتا کہ ننگی تو نہیں پھرتی تھیں مگر بے حیائی سے چلتی پھرتی تھیں۔ جیسے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

مولانا۔ بیگم صاحبہ حق کہنے میں تامل نہ فرمائیں۔ کیا آپ کے جیسی نوجوان لڑکیاں کیا چہرے پہ نقاب ڈال کر نہ آتی تھیں۔ اور بے حیائی ان میں کیا ہوتی تھی

گریجوایٹ خاتون۔ ہاں خیر وہ چہرہ کھولے ہوئے بھی آتی تھیں اور نقاب اوڑھے ہوئے بھی۔

مولانا۔ تو ان پر ہی آیات حجاب نازل ہوئیں۔ یا کسی اور جماعت نسوانی کے لئے؟

گریجوایٹ خاتون۔ ہاں انہیں کے لئے نازل ہوئیں لیکن آپ وہ آیتیں تو بتائیں جن سے آپ پردہ سر تا پا شدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا۔ بیگم صاحبہ! یہ ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ نزول قرآن ۲۳ سال میں بتدریج ہوا۔ اس میں حکمت یہی تھی کہ زمانہ جاہلیت کی بری عادتیں رفتہ رفتہ چھوٹ جائیں۔ اور تعمیل حکم بآسانی سے کر سکیں۔ چنانچہ شراب اور جوا جو زمانہ جہالت سے پرانے لوگوں کی گھٹی میں تھی۔ اس کے لئے سب سے پہلے حکم آیا:۔

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔

اے محبوب! آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ فرما دیجئے۔ یہ دونوں ایسے کام ہیں۔ ان میں سخت گناہ ہے۔ اگرچہ لوگوں کے لئے اس میں نفع بھی ہے۔ لیکن اس کے نقصانات اس کے منافع سے زیادہ ہیں۔

اس نرم حکم سے لوگوں میں شراب اور جوئے سے نفرت پیدا ہوگئی۔ اور اس کے چھوڑنے کی طرف میلان طبع بڑھا۔ بعد کو پھر حکم ہوا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی

اے ایمان والو۔ جب نشہ کی حالت میں ہوا کرو۔ تو نماز کے قریب بھی نہ جایا کرو۔ اس حکم کو سن کر اہل ایمان سمجھے کہ شراب مانع صلوٰۃ ہے۔ اور جو چیز تقرب الی اللہ کی مانع ہو۔ وہ چھوڑ دی جائے۔ تو اسے بہت سے لوگوں نے چھوڑ دیا۔ آخر حکم ہوا جس میں قطعی حرمت شراب اور حرمت میسر اور بت پرستی کی مذمت آگئی۔ اور اس تدریج سے شراب مسلمانوں سے قطع ہوگئی۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ

شراب۔ جوا۔ بت وغیرہ پلید نجس ہیں۔ شیطان کے کام ہیں۔ ان سے بچے رہو اجتناب کرو۔ تو حرمت بھی وہ حرمت آئی۔ جو بول و براز سے بھی شدید تر تھی۔ اس لئے کہ بول و براز اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا جائز ہے۔ برخلاف شراب کے کہ اسے ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنا بھی حرام ہے۔

اسی طرح اول پردہ کا حکم سورۃ احزاب میں آیا۔ کما قال اللہ تعالےٰ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ

اے ایمان والو۔ نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو۔ جب تک تمہیں اجازت نہ ہو جائے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے۔ اور غیر مرد کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔

دوسرا حکم:۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

اور جب تم ان سے یعنی ازواج مطہرات سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس آیہ کریمہ سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ پردہ لازمی ہے ورنہ جب چہرہ وغیرہ چھپانا غیر ضروری ہے۔ تو وراء حجاب کیوں سلئے

بالغ ہو سکتے تھے ۔

گر جو ایک خاتون مولانا یہ حکم تو خاص ازواج مطہرات کے لئے ہے ۔ آپ سب پر کیسے لگا رہے ہیں ؟

مولانا ۔ اصول تفسیر کے ماتحت عام کر رہا ہوں ۔ اس لئے کہ اصول آیہ کریمہ یہ ہے کہ مورد حکم خاص ہوتا ہے مگر جب تک اس کا مخصص نہ ہو حکم عام ہی رہے گا ۔

تیسرا حکم استثنے کا ملاحظہ ہو :-

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۔

ان بیبیوں پر گناہ نہیں اس میں کہ وہ ان لوگوں سے پردہ نہ کریں ۔ ان کے باپ بیٹے ۔ بھائی ۔ بھانجے بھتیجے اور مسلمان عورتیں اور شرعی کنیزیں ۔ اور اللہ سے ڈرتی رہو ۔

اس آیہ کریمہ میں چچا ۔ ماموں کا صراحتہً ذکر نہیں آیا ۔ اسلئے کہ وہ والدین ہی کے حکم میں ہیں ۔ دوسرے اس آیہ کریمہ میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ غیر مسلم عورت سے بھی پردہ ضروری لازم ہے ۔ اور ہر کافرہ سے اپنا جسم چھپانا لازم ہے ۔ ورنہ وَلَا نِسَائِهِنَّ نہ فرمایا جاتا ۔ اس کے معنے صاف ہیں ۔ اور یہ پردہ لازم ہے تاکہ اسلام جیسی پاک مذہب خواتین سے ۔ کافرہ عورت چونکہ غیر ہے ۔ اسلئے اس سے پردہ لازمی ہے ۔

پھر سورۂ نور میں نفاذ حکم ہوا ۔ اور بتایا کہ پردہ کس سے کیا جائے ۔ بچے جوان ہو جائیں تو پردہ ہے یا اس میں کیا فرق ہے ۔ تو فرمایا :-

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۔

جب تم میں سے نادان لڑکے جوان ہو جائیں ۔ تو وہ بھی اجازت مانگیں ۔ جیسے ان کے اگلے بڑے مرد اجازت طلب کرتے ہیں ۔ اس آیت سے واضح ہو گیا

کہ نابالغ بچے سے پردہ نہیں بالغ سے پردہ ضروری ہے ۔

پھر مرد و زن کو نظریں نیچی رکھنے اور تاک جھانک سے باز رکھنے کا حکم ہوا ۔

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ

اے محبوب ۔ مسلمانوں کو حکم فرما دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھا کریں ۔ اور جس چیز کا دیکھنا جائز نہیں اس پر نظر نہ ڈالیں ۔ اسلئے کہ مرد کا بدن بھی ناف سے گھٹنے تک عورت ہے ۔ اس کا دیکھنا بھی منع ہے ۔ اور عورتوں میں سے غیر عورتیں اور دوسرے کی باندیوں کے لئے بھی یہی حکم ہے حرۃ اجنبیہ کا تمام بدن دیکھنا ممنوع ہے ۔ فقہا نے تصریح کی اور کہا :-

إن أمن من الشهوة وإن خاف منها فالممنوع النظر إلى ما سوى الوجه والكف والقدم ۔

اگر شہوت سے امن نہ ہو تو تمام جسم کی طرف نظر حرام ۔ اور اگر امن بالشہوت ہے ۔ جیسے بڑھاپا وغیرہ ۔ تو سوائے چہرے کے اور ہتھے اور قدم کے اور کسی عضو جسم پر نظر منع ہے ۔

آخر میں مسئلہ کے پہلو کہا ہے ۔

ومن يأمن في الزمان زمان الفساد ولا يحل النظر إلى لحم الأجنبية مطلقاً من غير ضرورة ۔

اور کہا ہے جو شہوت سے امن میں ہو آج کا زمانہ زمانہ فتنہ و فساد ہے ۔ لہٰذا آزاد غیر عورت کی طرف نظر ڈالنا ہر صورت مطلقاً منع ہے ۔ مگر بضرورت جیسے قاضی اور گواہ کو چہرہ دیکھنا جائز ہے ۔ اور اس شخص کو چہرہ دیکھنا جائز جو کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتا ہے ۔ اگرچہ اس میں بہتر صورت یہی ہے جو آج کل مروج ہے کہ کسی عورت کے ذریعے اس کو دیکھ بھال لیا جائے ۔ اسی طرح طبیب ۔ موضع مرض کا بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے ۔

چوتھا حکم ۔ پھر عورتوں کے لئے حکم نافذ ہوا کہ

یہاں قال تعالٰی ۔ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ۔

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور غیر مردوں کو نہ دیکھا کریں۔ اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہو جائے۔ اور دوپٹہ اپنے گریبان پر ڈالے رہیں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔

ملا جیون علیہ الرحمۃ استاد عالمگیر بادشاہ تفسیر احمدی میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ حکم بھی نماز کا ہے۔ نہ کہ نظر کا۔ کیونکہ حرہ کا تمام بدن عورت ہے۔ شوہر اور محرم کے سوا کسی غیر کے لئے اس کے کسی حصہ کا دیکھنا بے ضرورت جائز نہیں اور معالجہ وغیرہ کی ضرورت سے قدر ضرورت جائز ہے۔

احادیث میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا پردہ پر تشدد ملاحظہ ہو۔ ازواج مطہرات میں سے بعض امہات المومنین سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی خدمت میں تھیں۔ اسی وقت ابن مکتوم آئے۔ حضور نے ازواج کو پردہ کا حکم فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا۔ تم تو نابینا نہیں ہو۔ (ترمذی ابو داؤد)

اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جس طرح مرد کے لئے غیر عورت کا دیکھنا ممنوع ہے۔ اسی طرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بھی حرام ہے۔

آگے وہ استثنائیات بیان فرمائے۔ جن پر پردہ کا حکم نہیں۔

إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ

مگر اپنا سنگار ظاہر کر سکتی ہیں اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر جس میں دادا اور پردادا یا شوہر کے باپ پر کہ وہ بھی بوجہ عقد محرم ہو جاتے ہیں یا اپنے بیٹے پوتے یا شوہروں کے بیٹے جو پہلی بیوی سے ہوں۔ یا اپنے بھائی

یا بھتیجے یا بھانجے یا اپنی ہم مذہب عورتیں۔ مسئلہ کہ غیر مسلم عورتوں سے پردہ کا حکم ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو لکھا تھا کہ کفار اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونے سے منع کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم خواتین کو کافرہ عورت سے اپنا بدن مستور کرنا لازمی ہے۔ آگے فرمایا اور اپنی شرعی کنیز کو اسے بھی پردہ ضروری نہیں۔ اور ان نوکروں سے بھی پردہ ضروری نہیں جو شہوت والے نہ ہوں۔ مثلاً ایسے بوڑھے جنہیں اصلاً شہوت باقی نہ رہی ہو۔ اور صالح بھی ہوں۔ ائمہ حنفیہ کے نزدیک نامرد اور زادا مرد بکثرہ اور زنخا حرمت نظر میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔ اسی طرح فقہانے تصریح کی کہ قبیح الافعال مخنث سے بھی پردہ کیا جائے۔ آگے فرمایا۔

اور ان بچوں سے پردہ ضروری نہیں۔ جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں۔ یعنی نابالغ۔ نادان۔

اس کے بعد نصیحت فرمائی۔ اور ارشاد ہوا۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے۔

اسی لئے شرعی مسئلہ ہے کہ عورتیں باجے دار جھانجھیں نہ پہنیں۔

سورۂ احزاب کے آخر پارہ میں ارشاد ہے جو خاص ازواج مطہرات علیہن کے لئے ہے

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۔

اے نبی کی بیبیو۔ جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے جیسے شوہر کی اطاعت میں کوتاہی۔ شوہر کے ساتھ کج خلقی۔ اس لئے کہ اس سے زیادہ بے حیائی جو بدکاری کی حد تک ہو وہاں سے اللہ تعالے نے انبیاء کی ازواج کو پاک رکھا ہے۔ اس پر اوروں سے دگنا عذاب ہوگا۔ اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

گریجوایٹ خاتون۔ آپ نے اس آیت میں فاحشہ کے کیا معنے کئے؟ لفظ فاحشہ زنا وغیرہ کے معنے میں آتا ہے۔ آپ نے یہاں ترجمہ محض شوہر کی اطاعت میں کوتاہی کیسے لیا؟

مولانا۔ آپ کا سوال برمحل ہے۔ اس کا جواب بھی سن لیں۔ عربی کے محاورے میں یہ قاعدہ ہے کہ جب لفظ فاحشہ معرفہ ہو کر وارد ہو۔ تو اس سے زنا اور لواطت مراد ہوتی ہے۔ اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے۔ تو اس سے تمام گناہ مراد ہوتے ہیں۔ اور جب موصوف ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فساد معاشرت مراد ہوتا ہے۔ اس آیہ کریمہ میں فاحشہ نکرہ موصوفہ ہے۔ اس لئے یہاں ترجمہ میں شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی کے معنے لئے گئے ہیں جیسا حضرت ابن عباس سید المفسرین سے منقول ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ازواج کے اجر کی بھی شان واضح کردی اور فرمایا۔

وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا

اور اے نبی علیہ السلام کی بیبیو۔ جو تم میں سے فرمانبرداری کرے اللہ اور رسول کی۔ اور اچھا کام کرے۔ ہم اسے اوروں سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے ان کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے جنت الفردوس میں۔

۱۱۔ پھر آگے چل کر ازواج مطہرات کا رتبہ تمام دنیا کی عورتوں پر فائق کیا۔ اور فرمایا۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اے نبی کی بیبیو۔ تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تمہارا درجہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر دنیا کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔ اگر اللہ سے ڈرو اور پس پردہ بضرورت کسی غیر مرد سے گفتگو کرنی پڑے۔ تو قصداً کر کے لہجہ میں نزاکت نہ آنے پائے۔ اور بات میں لوچ نہ ہو۔ بات نہایت سادگی کے ساتھ کی جائے۔ عفت مآب خواتین کی یہی شایان شان ہے۔

تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں اچھی بات کہو۔ بیگم صاحبہ آپ نے حکم کے تیور ملاحظہ فرمائے۔ اس میں ان امہات المومنین کو اس طرح گفتگو کا حکم ہے۔ جو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ اور ان سے نکاح قطعاً حرام ہے پھر عام مومنات کا اس مقام پر کیا حال ہوگا۔ انہیں غیر مرد سے گفتگو کرنے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہر ذی فہم اس حکم کی حکمت اور مصلحت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

۱۲۔ پھر آگے چل کر قطعی حکم خانہ نشینی نازل ہوا۔ اور ارشاد فرمایا کہ:-

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو۔ اور بے پردہ نہ رہو۔ جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اگلی جاہلیت کی بے پردگی سے مراد قبل اسلام کا زمانہ ہے اس زمانہ میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی تھیں۔ اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کیا کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔ لباس ایسا پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھک سکیں۔ اور پچھلی جاہلیت سے آخر زمانہ مراد ہے۔ جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کے مثل ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک شخص ایک لڑکی کو دکھلا کر فروخت کرے گا۔ اور اسے فخریہ ظاہر کیا جائے گا۔ جبراً اگر کسی اجنبی لڑکی کا بوسہ لے لیا جائے۔ تو دو روپیہ جرمانہ پر ملزم بری کر دیا جاتا ہے۔ تو یوں دکھاوے کی مارکیٹ میں ریٹ شائع ہو گیا۔ علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

اور قرآن کریم نے تو صحابہ کرام کو بھی ازواج مطہرات سے کسی چیز کے طلب کرتے وقت حجاب اور پردہ کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ ہم آیہ مبارکہ نمبر ۸ میں نقل کر چکے ہیں۔ مگر ہمارے بعض سرکاری مولاناؤں پر اللہ رحم کرے کہ انہوں نے زمانہ

کی رفتار کے ساتھ اپنی روش کو بدل لیا۔ ایسے ہی ملاؤں کے لئے اقبال رح نے کہا ہے

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں ؎
مفت میں کالج کے لڑکے اُن سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

مندرجہ بالا ہر دو آیات کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ عورت مرد خواہشات نفسانیت سے اپنی حفاظت کرے۔ اور ہر خطرۂ شہوانیت سے اجتناب کرے ٭

جب مسلمان عورتیں اور مرد ان احکام کی خوگر ہو گئیں۔ اور مذکورہ احکام کا عمل آ گیا۔ تو پھر حکم نازل ہوا۔ سورۂ احزاب رکوع ۸

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۔ اے نبی! اپنی بیبیوں۔ صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کو فرما دیجئے۔ کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں (یعنی) وہ اپنے چہرے کو چھپائیں۔ جب کسی حاجت کے لئے ان کو نکلنا پڑا (اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کو پہچان ہو کہ یہ حرہ بیبیاں آزاد ہیں) تو ستائی نہ جائیں ٭

منافقین کی عادت تھی کہ وہ باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے اس لئے حرہ عورتوں کو حکم ہے کہ وہ چادر سے جسم کو ڈھانک کر سر اور منہ چھپا کر باندیوں سے اپنی وضع ممتاز کریں۔ یہ تو عہد رسالت کا معاملہ تھا۔ آج کل کے بے پردہ [illegible] نہ معلوم کتنے مسلمان خاندانوں کی دوشیزہ خواتین ہیں کہ جن کے [illegible] رہتے ہیں۔ اور نہ معلوم کس کس طرح سے ناشائستہ آوازے کستے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے ٭

بیگم صاحبہ! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا قرآن کریم پر ایمان ضرور ہے۔ پھر آپ خود غور فرمائیں۔ کہ آیات مبارکہ میں لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ فرما کر مخفی زیور کی آواز تک کو چھپانے کا جب حکم ہے۔ وہاں غیر مردوں سے باتیں کرنا۔ ملنا جلنا۔ کالج میں اکٹھے بیٹھ کر پڑھنا کس اسلام نے روا رکھا ہے؟ یہ تقلید یورپ کی کورانہ پیروی اور ان کی تہذیب کا اثر ہے کہ آج اپنے

مطالب کے لئے آیات قرآنیہ کو [illegible] کہتے ہیں۔ یہودیوں کی طرح تحریف کرنا کیا جائز ہے۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا ترجمہ تفسیری چھوڑ کر لفظی کر لیں۔ جیسا کہ آپ نے اول فرمایا تھا کہ ایسے تمام جسم کے [illegible] منظور ہیں۔ تو [illegible] قبول کریں۔ اور ایسے تمام ان کو ترک کر کے دیکھیں۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا [illegible] ہے۔ [illegible] مِنْهَا [illegible] ہے۔ اور ظاہر ہے کہ [illegible] جزو ہے۔ وہ کسی طرح پردہ کے ذریعے مخفی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً قد، قامت، جسم، جسامت اور چال ڈھال وغیرہ ٭

علامہ اقبال رح مرحوم نے لڑکیوں کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر باوجود اس کے کہ خود اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور فلاسفر بھی۔ مگر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں ؎

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ۔ ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین ۔ پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

پھر جب انگریز نے ہندوستانی خواتین کو اپنے پورے شکنجے میں پھنسانے کی ٹھانی۔ اور رفتہ رفتہ ان کے ایمان و حیا پر ڈاکہ ڈالنا چاہا۔ تو انگریزی کے ذریعہ تعلیم نسواں کا ڈھونگ رچایا۔ اور جب دیکھا کہ فقط تعلیم انگریزی ان کی حیا کو تہذیب جدید کے رنگ میں نہ رنگ سکی۔ تو دوسرا پینترا بدلا اور کہا۔ جہاں کالج میں پڑھ جاتی ہیں۔ عورتیں بھی جا سکتی ہیں۔ وہاں [illegible] سکتی ہیں۔ [illegible] کیا ہیں۔ یہی پھر کیا تھا۔ [illegible] اسلامی [illegible] بھلا دیا۔ [illegible] علامہ اقبال [illegible] اور [illegible] فرمایا کہ [illegible] تعلیمی میں [illegible] تو تہذیب جدید کا [illegible] ہو [illegible] اور وہ [illegible]

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں ۔ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن ممبری کونسل صدارت ۔ بنائے خوب آزادی نے پھندے

گریجوایٹ خاتون: آپ کے دلائل اور علامہ اقبال مرحوم کے خیالات سن کر مجھے گو یہ یقین ہو گیا ہے کہ شرعاً پردہ ہے۔ اور چہرے کا [illegible] چھپانا کم از کم ضروری ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے کچھ [illegible] حدیثوں کا بھی تمنا

دیجئے۔ اصل حدیث کا بیان چھوڑ کر نہیں خیانت ہوگی ۔

مولانا۔ بہت اچھا اصل حدیث تو فی الواقع آپ سمجھ بھی نہیں سکیں گے۔ لیجئے ترجمہ ہی پیش کرتا ہوں ۔

(۱) **ابوداؤد** ۔ کتاب الجہاد میں حضرت ثماس راوی ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نقاب پوش خاتون اپنے شہید بیٹے کو دریافت کرنے کے لئے حاضر ہوئی تو ایک صحابی نے اس مصیبت کے موقعہ پر بھی ان کے نقاب پر اظہار حیرت کیا۔ تو خاتون نے جواب دیا۔ میں اپنا فرزند تو کھو چکی ہوں۔ لیکن بحمد اللہ شرم و حیا نہیں کھو بیٹھی ہوں۔ پھر حضور صلعم نے اس خاتون کو فرمایا کہ تمہارے فرزند کو دو شہیدوں کا ثواب ملیگا ۔

(۲) **مسلم شریف** میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوہ خندق سے ایک صحابی اپنے مکان پر پہنچے۔ تو اپنی بیوی کو بے حجاب گھر سے باہر دروازہ پر دیکھا۔ آپ نے غصے سے نیزے سے مارنے کا قصد فرمایا۔ تو بیوی نے عرض کیا کہ گھر میں اندر سانپ ہے اس کے خوف سے میں سراسیمہ ہو گئی۔ چنانچہ آپ نے سانپ کو مار ڈالا۔

(۳) **صحابیات** مرد کے ساتھ بات کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ فرماتی تھیں۔ ابوداؤد باب فی الخضاب للنساء میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک عورت نے پردے سے حضور کی خدمت میں ایک خط پیش کیا۔ تو حضور نے فرمایا یہ مرد کا ہاتھ ہے یا زنانہ۔ عورت نے عرض کی زنانہ۔ آپ نے فرمایا۔ اگر عورت ہوتی تو ہاتھ میں مہندی کیوں نہیں لگائی؟

(۴) **بخاری و مسلم** میں ہے کہ حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے والد کی ایک خریدی لونڈی تھی۔ اس سے عتبہ نامی ایک شخص نے زنا کیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ایک موقعہ پر عتبہ کے بھائی سعد اور حضرت سودہ کے بھائی عبد میں اس لڑکے کے متعلق تنازعہ ہوا۔ حضور نے فیصلہ دیا کہ بچہ صاحب فراش کا ہے۔ اور زانی یعنی الزام لگانے والے کو پتھر ہیں۔ لیکن چونکہ اس لڑکے کی شکل و شباہت عتبہ سے ملتی تھی اس لئے باوجود حضرت سودہ کا بھائی ہونے کے آپ نے پردہ کا حکم فرمایا۔ اور وہ بوجہ حکم حضرت ام المومنین سے ملنے نہ پایا۔

(۵) **بخاری شریف** میں حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ حکم حجاب نازل ہونے کے بعد ان کے رضاعی باپ کے بھائی افلح نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ افلح تمہارے رضاعی چچا ہیں۔ انہیں آنے دو ۔

(۶) حدیث افک میں بخاری نے روایت کی کہ جب سفر میں حضرت صدیقہ کا ہار گم ہو گیا۔ اور آپ اس کی تلاش میں رہ گئیں۔ اور قافلہ کے کوچ کا وقت آگیا۔ تو ساربان نے آپ کا ہودج اونٹ پر کس دیا۔ اور یہ اطمینان کر لیا کہ حضرت صدیقہ ہودج میں تشریف لے آئی ہوں گی۔ قافلہ چل دیا۔ آپ ہار تلاش فرما کر اپنی جگہ پر آئیں۔ تو قافلہ جا چکا تھا۔ تو آپ یہ سوچ کر ہودج کی جگہ پر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان ابن المعطل السلمی ذکوانی کا قاعدہ تھا کہ قافلہ کے پیچھے آتے کہ قافلہ کی گری پڑی چیزیں اٹھا لیں۔ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جنگل میں منہ ڈھکے سوئی تھی جب صفوان نے مجھے دیکھا تو میں نے فوراً چہرہ چھپا لیا۔ بخاری میں ام المومنین کے جو الفاظ نقل ہیں۔ ان کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ (میں نے چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا)

گوہر آیت خاتون۔ اسلام میں شادی سے پہلے چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ اور قرآن کریم میں یُدْنِیْنَ عَلَیْہِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِہِنَّ جو آیا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ ارشاد فرمائیے ۔

مولانا۔ تفسیر در منثور میں ہے کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ سے اس آیت کا ترجمہ پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اس طرح۔ یعنی آپ نے اپنا سر چادر سے ڈھانپ کر بتایا جس سے چہرہ چھپ گیا۔ اور ایک طرف سے صرف ایک آنکھ کھولی۔ رئیس المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر ارشاد فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مومنات کو حکم دیا ہے۔ جب وہ کسی کام کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلیں۔ تو چہرہ کو سر کے اوپر کی جانب سے چادر لٹکا کر چھپا لیں۔ لفظی ترجمہ بھی سن لیں۔ نیچے چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ نے یہی ترجمہ فرمایا۔ حضرت علامہ مراد آبادی قدس سرہ کی تفسیر میں یہی لکھا ہے کہ سر اور چہرے کو چھپائیں جبکہ کسی حاجت

کے لیے ان کو نکلنا پڑے ۔

(۸) دوم جس سے شادی کرنی ہے۔ اس کا چہرہ دیکھنا جب خصوصیت سے جائز ہے تو اسے پردہ در طبقہ عام طور پر جائز کے لیے کیوں پیش کرتا ہے۔ بلکہ اس سے تو پردہ کی ضرورت کا پہلو نکلتا ہے۔ سوچئے کہ جب چہرہ کا پردہ ہی نہیں تو جس سے شادی ہو اس کا چہرہ دیکھنا مخصوص طور پر کیوں جائز رکھا گیا ہے؟ اسی طرح قاضی اور شاہد کو چہرہ دیکھنے کی مخصوص اجازت کیسے؟ جب عام طور پر سب چہرہ کھولے کا پھرا کرتی ہیں یقیناً دیکھ سکتے ہیں گلگشت کر رہی ہیں۔ اور انارکلی میں گھوم رہی ہیں۔ اکبر الہ آبادی خوب کہہ گئے ہیں ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں ۔ اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ کیا ہوا ۔ ہنس کر وہ بولیں عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

گزارش خاتون ۔ حضرت اسماء حضور کی سالی تھیں۔ انہیں حضور نے گھر میں باریک لباس پہننے سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ منہ ہاتھ کے سوا تمام جسم مستور رکھنا چاہئے ۔

مولانا حکیم صاحب ۔ سنئے یہ ایک حدیث ہے جو ہمارے گروہ کے ایک بزرگ آگے لایا کرتے ہیں۔ لیکن اول تو یہ حدیث ہی پردہ سے پہلے کی ہے۔ دوسرے ستر اور حجاب میں تمیز حاصل کرنی ضروری ہے۔ ستر تو تمام جسم کو ہے۔ مگر حجاب بالخصوص چہرے کا ہوتا ہے ۔

(۹) مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ستر ہے (پوشیدہ رہنے کے قابل ہے) جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے ۔

(۱۰) ترمذی ابوداؤد میں ام المومنین حضرت میمونہؓ کی موجودگی میں حضرت ابن مکتوم (نابینا) تشریف لائے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ پردہ کرو۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو؟

(۱۱) مشکوٰۃ میں ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے فرمایا غیر محرم لوگوں کے پاس آمد و رفت رکھنے سے بچا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی کہ

حضور جیٹھ دیور کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا وہ تو موت ہیں۔ یعنی ان سے پردہ ایسا ہو جیسے موت سے کوئی چھپتا ہے ۔

اب پہلے احکام حجاب کے قرآنی خلاصہ کو ذہن نشین کر لیں۔

(۱) غیر مرد سے گفتگو کرنی پڑے تو معقول اور سخت آواز سے کی جائے ۔
(۲) گھروں ہی میں عورتیں رہیں۔ زمانہ جاہلیت کی طرح باہر بے پردہ نظر نہ آئیں ۔
(۳) اگر چیزیں خرید و فروخت یا لین دین کریں تو بھی پردہ کریں ۔
(۴) مستثنیٰ لوگوں کے سوا سب سے پردہ لازمی ہے ۔
(۵) ہر مسلمان عورت اپنے چہرے پر نقاب رکھے ۔
(۶) مرد اور عورتیں نگاہیں نیچی رکھیں اور ایک دوسرے کو نہ گھوریں ۔
(۷) عورتیں سوائے اپنے خاوند کے اور کسی کے آگے بے حجاب نہ ہوں ۔
(۸) ہاتھ چہرہ باستثنیٰ خاص رشتہ داران مذکورہ کے کسی کے آگے نہ کھولیں ۔
(۹) گھروں میں بھی زیور کے ساتھ پیر اتنے زور سے نہ ماریں کہ مخفی زیور سے ظاہر ہو کہ عورت چل رہی ہے ۔
(۱۰) بوڑھی عورتیں اگر بے نقاب ہوں تو مضائقہ نہیں ہے ۔
(۱۱) نابالغ بچوں سے حجاب ضروری نہیں ہے ۔
(۱۲) بضرورت صرف قاضی۔ گواہ اور رشتہ کرنے والا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

خلاصہ احکام حدیث

(۱) مصیبت کے وقت بھی برقعہ لازمی ہے ۔ الا بصورت اضطرار ۔
(۲) امہات المومنین اور عام صحابیات سب پردہ نشین ہوا کرتی تھیں ۔
(۳) دو منٹ بے حجابی پر ایک صحابی اپنی بیوی کو نیزہ مارنے پر آمادہ ہو گئے ۔
(۴) نامحرم سے پردہ لازمی ہے ۔
(۵) منہ بولے رشتے محض لغو ہیں ان سے پردہ ضروری ہے ۔
(۶) نامحرم کو دیکھ کر ام المومنین نے چہرہ چھپا لیا ۔
(۷) راستہ معلوم کرنے کے لئے ایک آنکھ کھلی رکھنا جائز ہے ۔

(۸) اگر پردہ نابینا ہو تو اس سے بھی پردہ ضروری ہے ۔
(۹) عورت سراپا عورت ہے اس کا مستور رہنا لازمی ہے ۔
(۱۰) رضاعی رشتہ حقیقی رشتہ کے برابر ہے ۔
(۱۱) ضعیف العمر شیخ فانی سے اگر وہ گھر کا خادم ہے تو پردہ ضروری نہیں ۔
(۱۲) عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں چلتا ہے ۔

گریجوایٹ خاتون ۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے ایک مضمون احسان اخبار کے قرآن نمبر میں لکھا ہے۔ وہ بھی آپ نے دیکھا ہے؟

مولانا ۔ جی ہاں دیکھا ہے۔ اور برق صاحب نے جو برق مخالف پردہ گرائی ہے وہ بھی میری نظر میں ہے۔ میں اس کا جواب دینا چاہتا تھا۔ مگر وزیر آباد کے قاضی بختیار علی صاحب قریشی بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل نے نہایت مدلل اور مہذب جواب احسان کی دو قسطوں میں شائع کرایا ہے۔ وہ دیکھ کر میرا ارادہ ملتوی ہو گیا۔ اسلئے کہ برق صاحب کی برق باری کا رد انہوں نے خوب کر دیا ہے ۔

گریجوایٹ خاتون ۔ وہ میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں ۔

مولانا ۔ ملاحظہ ہو۔ وہ مضمون یہ ہے :-

قرآن اور پردہ

(از قاضی بختیار علی صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل وزیر آباد)

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار میکشم ناقۂ بے زمام را

احسان کے قرآن نمبر میں ایک مضمون ڈاکٹر غلام جیلانی ایم اے پی ایچ ڈی کا بعنوان عورت کا صحیح مقام قرآنی روشنی میں میری نظر سے گذرا۔ انہوں نے آیات نامکمل درج کر کے اور ترجمہ کھینچ تان کر ترجمہ نہ اوڑھنے اور پردہ دور کرنے کی ہدایت فرمائی ہے اور نہایت ڈھٹائی اور چرب دستی سے کام لیتے ہوئے عورت کو ناقۂ بے زمام کر دینے کیلئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کیا ہے۔ فرصت امروز میں چند برق صاحب کی نامکمل آیات کا مکمل ترجمہ درج کرتا ہوں۔ تاکہ برق صاحب تعصب کی عینک اتار کر

قرآن پاک کے احکام کا مطالعہ کریں۔ اور عورتوں کو بے حجابی کی تعلیم دینے سے باز رہیں۔ ابتدا ہی میں چند وہ قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ مکمل اور مفصل درج کرتا ہوں۔ اس کے بعد برق صاحب کے دلائل دیکھیں گے تو قرآن پاک کی تعلیم کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھیں۔ کہ قرآن پاک کے کیا احکام ہیں اور برق صاحب کیا فرماتے ہیں ۔

(۱) سورۂ نور پارہ ۱۸۔ آیت ۳۰ ۔

اے رسول! ایماندار عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنے بناؤ سنگار کے مقامات کو کسی طرح ظاہر ہونے نہ دیں۔ مگر وہ جو خود ظاہر ہو جاتا ہے (چھپ نہ سکتا ہو) اور اپنی اوڑھنیوں کو (گھونگھٹ مار کر) اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ دادا یا شوہر کے باپ دادا یا اپنے بیٹوں یا شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی قسم کی عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا ایسے نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں۔ مگر بہت بوڑھے ہونے کی وجہ سے عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے۔ یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کے پردہ کی بات سے آگاہ نہیں ہیں ان کے سوا اپنا بناؤ سنگار ظاہر ہونے نہ دیا کریں۔ اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ سنگار کی خبر ہو جائے ۔

(۲) سورۂ نور پارہ ۱۸۔ آیت ۵۹ و ۶۰

اے ایماندارو جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں۔ تو جس طرح ان کے قبل والے گھر میں آنے کی اجازت لے لیا کرتے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی اجازت لے لیا کریں یوں خدا اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور خدا تو بڑا واقف کار حکیم ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں جو گھر میں بیٹھ رہتی ہیں نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں وہ اگر دوپٹہ اتار کر رکھ دیا کریں۔ تو اس میں ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ ان کو اپنا بناؤ سنگار دکھانا مقصود نہ ہو۔ اور اس سے بھی بچیں۔ تو ان کے لئے اور بہتر ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا اور سنتا ہے ۔

(۳) سورۂ احزاب پارہ ۲۲۔ آیت ۵۵

عورتوں پر نہ اپنے باپ دادوں کے سامنے ہونے میں کچھ گناہ ہے۔ نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں اور نہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کے اور نہ اپنی قسم کی عورتوں نہ اپنی لونڈیوں کے سامنے ہونے میں کچھ گناہ ہے ۔

(۴۴) سورہ احزاب پارہ ۲۲ - آیت ۵۹

اے رسول اپنی بیبیوں اپنی لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلتے وقت اپنے چہروں اور گردنوں پر چادروں کا گھونگٹ لٹکا لیا کریں۔ یہ ان کی شرافت کی پہچان کے لئے بہت مناسب ہے۔ تو انہیں کوئی چھیڑے گا نہیں ۔

ان آیات کا بغور مطالعہ کرنے سے برق صاحب کی دقیانوسی ذہنیت کا اظہار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور ان کا تمام فلسفہ مسمار ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ وہ ہر چیز کو بیان کرتا ہے چنانچہ مندرجہ بالا سطور پڑھ لیجئے۔ عورتوں کو کن کن کے سامنے آنا چاہئے کن سے گھونگٹ کا بناؤ سنگھار اور زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دینا چاہئے۔ محرم اور نامحرم سے ملنے میں کیا فرق ہے۔ اگر محرموں کے سامنے آنے میں گناہ ہے۔ باہر نکلتے وقت کیا احتیاط کرنی چاہئے۔ گفتگو کرتے وقت محرموں کے سامنے بھی نظریں نیچی رکھنی چاہئیں وغیرہ وغیرہ ... ان تمام ... کو واضح طرح کر دیا ہے۔ جو برق صاحب اور ان کی وضع اور قماش کے لوگ بغیر پڑھے ہیں اور اپنی اصلاح کریں۔ برق صاحب نے لکھا ہے کہ بناؤ سنگھار اور زینت سے مراد چہرہ نہیں۔ اور لکھا ہے ... ہے ... ایک سوال برق صاحب سے پوچھتے ہیں کہ زینت میں حسن علاوہ اور بھی شامل ہے۔ اور وہ اصلی یا کیا زینت ہے ... چھپ ... جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائے کہ بناؤ سنگھار اور زینت کے مقامات کو نامحرموں سے چھپاؤ۔ مگر وہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے یعنی نہ چھپ سکے۔ آپ دیکھئے کہ کسی مرد یا عورت کے جسم کے متعلق کسی حصہ جسم سے زیادہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ چہرہ ہی ایک ایسا مقام ہے جو تمام زینت اور بناؤ سنگھار کا مرکز ہے۔ اسی سے خوبصورتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ورنہ ایک عورت کو نقاب پہنا دیجئے۔ اور برق صاحب کو کہئے کہ اس کے حسن کا اندازہ لگائیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کا قد۔ اس کے جسم کی بناوٹ۔ اس کا دبلا یا فربہ ہونا۔ یا اس کی رنگت کا اندازہ ہو جائے گا۔ مگر آنکھ۔ ناک۔ لب۔ رخسار۔ پیشانی۔ دانت اور منہ کے متعلق کوئی اندازہ نہیں ہو سکے گا۔

چہرہ چھپ سکتا ہے۔ خود بخود ظاہر ہونے والی چیز نہیں۔ اگر نقاب ... تو ... کیونکہ برق صاحب کو برقعہ سے کد ہے۔ تو بھی چہرہ چھپ سکتا ہے۔ اگر تمام موجود بقول برق صاحب بڑی چادر اس طرح اوڑھ لی جائے کہ تمام بدن چھپ جائے اور

چہرہ کھلا رہے۔ تو بھی نامحرم پر اپنا بناؤ سنگھار ظاہر ہو جاتا ہے۔ اگر چادر کو جسم کے قریب لایا جائے تو چہرہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے۔ سر سے چادر کو کھینچ کر چہرے کے قریب لا دیجئے۔ گھونگٹ خود بخود نکل آئے گا۔ برق صاحب اس پر عمل کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے بہت سے ممالک کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ چونکہ وہاں پر عورتیں بے نقاب ہیں۔ اسلئے پاکستان میں بھی بے نقاب ہونی چاہئیں۔ ببیں تفاوت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

ابھی آپ کو کس مسخرے نے کہا ہے کہ گناہ کرنے میں دوسروں کی تقلید کرو۔ قرآن پاک میں اگر ایک چیز گناہ ہے تو وہ گناہ ہی رہے گی۔ خواہ اس کا نوے فیصدی لوگ ارتکاب کریں۔ قرآن پاک میں نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر ۹۵ فیصدی لوگ نماز نہ پڑھیں تو کیا نماز پڑھنا فرض نہ رہے گی۔ زنا۔ چوری گناہ کبیرہ ہیں۔ اگر مسلمانوں کی اکثریت ان گناہوں کا ارتکاب کرے۔ تو کیا قرآن پاک کی تعلیم میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ کیا زنا اور چوری گناہ نہیں رہیں گے؟

جن ممالک کا برق صاحب نے حوالہ دیا ہے۔ کیا ان لوگوں کے اخلاق اور زندگیاں قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ کیا وہ اسلامی قیود کے پابند ہیں؟ کیا ان ممالک میں خالص قرآنی قوانین کا نفاذ ہے۔ ترکی میں سوئیٹزرلینڈ کا قانون نافذ ہے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ بے حیائی۔ بے غیرتی اور بے حجابی میں انہیں کسی کی تقلید کرنا از روئے قرآن فرض نہیں۔ بلکہ قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کر کے دوسروں کے لئے مثال پیش کرنا چاہئے۔

ہمیں برق صاحب کی سادہ لوحی پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ اگست ۱۹۴۷ء کی عالمگیر لوٹ میں ایک ملاں نے خوب ہاتھ رنگے۔ ... شہر یار ... معلوم کر گئے۔ جب آپ سے باز پرس ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پولیس لوٹ رہی تھی افسر لوٹ رہے تھے۔ روسا لوٹ رہے تھے۔ عوام لوٹ رہے تھے۔ اگر ہم نے لوٹ لیا تو کیا ہوا۔ ملاں کا دماغ درست کرنے کے لئے ایک صاحب نے کہا کہ اگر ۹۵ فیصدی لوگ زنا کرتے نظر آئیں گے یا چوری کرتے نظر آئیں گے۔ تو آپ کا فرض انہیں منع کرنا ہے یا خود زنا یا چوری کرنا شروع کر دو گے۔ یہی حال ہمارے برق صاحب کا ہے کہ

ابھی ترکی، فلسطین، تیونس، شام، لبنان، عراق، ایران وغیرہ میں پردہ نہیں ہم کیوں کریں۔ کاش کہ برق صاحب ان ممالک کی اخلاقی حالت پر بھی تائر نظر ڈالتے اور ان سے سبق لیتے ۔

برق صاحب کی آخری دلیل کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرو جنھیں تم اپنے لئے پسند کرو۔ جس موجودہ پردے میں انتخاب اور پسند کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ برق صاحب چونکہ مغرب زدہ ہیں اسلئے ان کا خیال ہے کہ بغیر دیکھنے کے عورت کو کیسے پسند کیا جائے۔ عورتوں کو خود تو کسے ذریعے پسند کیا جاتا ہے۔ اگر عورت کی عادات و اطوار کا اندازہ مرد لگائے تو قرآن پاک کی تعلیم کے برعکس ہے کیونکہ ایک نامحرم کے سامنے ہونا گناہ ہے۔ برق صاحب زیادہ تر تفسیر بالرائے سے کام لیتے ہیں۔ رشتہ ہونے سے پہلے عورتیں جا کر لڑکی کو پسند کرتی ہیں۔ لڑکا ان کی معرفت اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے لڑکی والے لڑکے کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس طرح انتخاب ہو جاتا ہے۔ برق صاحب کو اگر سینکڑوں مثالیں دیں کہ انتخاب مذکورہ بالا طریقہ پر نہ ہونے سے گھر اجڑ گیا تو ہمیں ہزاروں مثالیں یاد ہیں کہ لڑکی اور لڑکے نے اپنی مرضی سے شادی کی۔ اور ایک دوسرے کو پسند کر گئے۔ مگر چند دن بعد ان میں نا چاقی ہو گئی۔ اور طلاق تک کی نوبت پہنچی۔ شاید علامہ مرحوم نے برق صاحب ہی کے متعلق فرمایا ہے

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

ہمیں برق صاحب سے اتفاق نہیں کہ ہم ان کے سامنے موم ہو جائیں۔ لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دینا قرآن پاک کی تعلیم کے برعکس عمل پیرا ہونا ہے۔ انگریزوں کے سامنے انہیں بیچارگی کا عالم ہے جس پر برق صاحب نازاں ہیں۔ عہد حاضرہ کے متعلق علامہ مرحوم فرما گئے ہیں

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند | غیرت نہ تجھ میں ہو گی نہ زن اوٹ چاہے گی
آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض | کونسل کی ممبری کے لئے ووٹ چاہے گی

چند واقعات

ایک دفعہ حضرت ام سلمہ کسی اندھے صحابی کے سامنے آ گئیں۔ رسول پاک نے منع فرمایا انہوں نے کہا وہ اندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پردہ تم پر فرض ہے تمہیں تو دکھائی دیتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ رسول اکرم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو شامل ہونے کے لئے کہا۔ آپ بیٹھ گئے۔ آپ کی انگلی حضرت عائشہ صدیقہ کی انگلی سے چھو گئی۔ تو رسول پاک کو ناگوار گذرا ۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ کا اونٹ گرا۔ تو ان کے بھائی حضرت محمد بن ابوبکر نے بڑھ کر ان کو تھام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ جل جائے وہ ہاتھ جس نے مجھے رسول کے سوا چھوا ہے۔ تو حضرت محمد بن ابوبکر نے فرمایا۔ کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ اگر عائشہ صدیقہ پردہ میں نہ ہوتیں تو یقیناً بھائی کو پہچان لیتیں ۔

حضرت خواجہ حسن بصری صاحب کے پاس ایک عورت آئی۔ جس کا خاوند اسے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارا چہرہ اور تمہارے بازو ننگے ہو رہے ہیں۔ انہیں چھپاؤ۔ اس عورت نے کہا کہ جس مخلوق کی محبت میں اس قدر دیوانی ہو رہی ہوں۔ کہ اپنا چہرہ اور بازو چھپانے کی ہوش نہیں۔ مگر آپ نے خالق کی محبت کے دعوے کے باوجود میرا چہرہ اور بازو دیکھ لئے۔ اس سے بھی عورت کا چہرہ اور بازو چھپانا ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالے نے عورت کو ناقص العقل کہا ہے۔ اور مرد کو اس پر فضیلت دی۔ اسلئے برق صاحب کو چاہئے کہ عورت اور مرد کو مساوی شمار نہ کریں۔ مرد مرد ہے اور عورت عورت۔ حضرت نوحؑ کی بیوی اور حضرت لوطؑ کی بیوی ہر چند کہ پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ انہوں نے مشرکوں کا ساتھ دیا۔ حضرت حوا نے حضرت آدمؑ کو گندم کا دانہ کھانے کے لئے آمادہ کیا ۔

برق صاحب کو چاہئے کہ آریوں کا سا طریقہ استدلال اختیار نہ کریں بلکہ کوئی آیت کا ترجمہ لکھ دیتے تو معاملہ واضح ہو جاتا۔ آپ نے جو واقعہ رام اور لچھمن کا لکھا ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ اگر برق صاحب کی نظر سے کوئی تواریخ لنکا کی گذری ہو جس میں سیتا کا اغوا کر کے لیجانا اور راون کا شکست پانا درج ہو۔ تو براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جب

طرح ہندوستان میں مختلف جنتا وجود ہوگئے ہیں۔ اسی طرح لنکا کی تاریخ میں بھی ایسا اہم واقعہ درج ہونا چاہئے۔ یہ تو ایک کہانی ہے جو خیال نے بنا رکھی ہے ورنہ کہاں لنکا اور کہاں ہندوستان کا دور سے لنکا کو جلا دینا۔ اور پہاڑ اُٹھا کر لے آنا۔ اس کی اصلیت کوزہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ہندوؤں نے بیٹھے کی ناک بنا لی۔ کہ اگر کسی کی بیوی اغوا ہو جائے۔ اور پھر واپس مل جائے تو خودکشی کرنا چاہئے۔ اور اسکا اظہار رسیتا کا ہونا چاہئے اگر اسی واقعہ کو صحیح مان لیا جائے۔ تو ثابت یہ ہوتا ہے کہ سیتا جی بھی بے پردہ رہا کرتی تھیں۔ جبھی وہ راون کے قابو آ گئیں اور جبھی غیر دیکھ سکے سیتا جی بھی کوئی جاہل نہ تھیں جو سمجھتی کہ سیتا کی کبھی کوئی بیوی نہ ہو۔ جیسے مجھ جی نے کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا ہو۔ ایک دلفریب منظر پاکستان میں پردہ کے پیچھے اٹھائے پھرتی ہیں۔ غیر ممالک میں تو ہندو زیادہ چپ نہیں ہیں کہ پاکستان کی اکثر عورتیں پردہ سے نیاز مندی ہیں اور اپنی مسکراہٹوں کی قیمت لاکھوں پر نچھاور کر رہی ہیں۔ جو دور کی طرف ہی چل رہا ہے ایسے بزرگ ان کا اتحاد جاری ہے۔ اور وہ بھی قرآن پاک کی آیات کو عمل میں لائیں جس طرح کہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن میں اللہ کے نزدیک دور جانے کا حکم ہے اور حقہ دوسرا آیتہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی حال ہوتی عورت کا ہے جو [illegible] اس سے لوگ جس دن [illegible] ساتھ منتقل ہو جاتا ہے۔ اور جس چیز کا مکمل علم نہ ہو وہ اس کا علم اتنی سے بات ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

گزارش مؤلف بخدمت خواتین

محترمہ! السلام علیکم۔ اس میں شک نہیں کہ آزادی نسواں کے مقابلہ میں قید حجاب ایک گونہ ناگوار خاطر ضرور ہے لیکن میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے دل میں جو احترام اسلامی تعلیم کا ہے وہ شاید کسی غیر میں کم ہے۔ آپ نے آیات قرآنی و احادیث حبیب ربانی کا مطالعہ فرما لیا ہے مرحوم اقبال کے چند ابیات و بیانات آپ پڑھ چکی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انکا اثر جو تنہا وہ تنہا نہیں۔ آپ کی زندگی کا دور اس غلامی کے دور سے آزاد ہو چکا ہے۔ جو آج کچھ مغربی تہذیب کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھا۔ اب آپ غلام نہیں رہیں بلکہ آزاد ہیں

لہٰذا دورِ آزادی کی زندگی کے لئے آپ کو صحابہ کرام کی ازواج مطہرات کے اخلاق و عادات واطوار دیکھنے لازم ہیں۔

خلاصۃ المرام

بیگم صاحبہ! آپ نے دیکھا کہ امہات المومنین اتباع حکم کی وجہ سے خیر القرون کے متقیوں بلکہ درحقیقت اپنے نابالغ بچوں سے بھی پردہ کرتی تھیں۔ حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے زنانہ میت کے جنازہ کو گہوارہ تجویز فرمایا۔ مگر آج کل تمام اسلامی دنیا بدل گئی ہے جو عورت کا قد و قامت بعد موت بھی دکھانا نہ چاہتے۔ افسوس کہ آج ان کے برعکس حیا سوز تہذیب چلی کہ غیر مردوں سے مجلس میں ملاقاتیں بھی جائز ہو گئیں۔ اور آزادی بازاری عورتوں کی طرح فخریہ امراء کی خواتین نے چہرہ کھول کر گلی کوچوں میں پھرنا شروع کر دیئے۔ اور اس آزادی و روشنی کے ماتحت یہ نے چہرہ بے حجاب کا سب سے پہلا جائز قرار دے دیا۔ اور کہہ دیا کہ اس سے نہ مرد میں حرکت شہوانی آتی ہے نہ عورت میں۔

شعراء کا میدان کلام اور حسن پرستی کا انعام اور عشاق کے لئے وبال جان تو اسی چہرہ کو فتنہ بتا رہا ہے۔ اشعار کی بندشوں میں غنچہ دہن، آہو چشم، شمشیر ابرو، آتشیں رخسار، گلعذار، شیریں گفتار، خال مکھیں، یاقوتی لب، سیمیں غبغب۔ ابرو پیوستہ فراخ پیشانی وغیرہ وغیرہ یہ سب اسی چہرہ کے طول و عرض کی آبادیوں کے پیش ہیں۔ اور یہی مشق ایمان۔ جان اور خاندان سب کچھ برباد کر نیوالا ہے۔

مجھے اس حدیث الانسان سفہا الاحلام پر تعجب ہے۔ جو منہ کھول کر چہرے میں ہرج نہیں جانتے۔ اگر اس نے غور سے دیکھا جائے۔ تو دنیا نے جسم کے دیار دنیا میں اگر کوئی شہر ام البلاد کہلا سکتا ہے۔ تو وہ صرف اور صرف چہرہ ہے اور اسی کی آرائش کے لئے جسم تمام آرائش ہیں۔ تمام آبادی جسم کی نہیں۔ ہاتھ پاؤں کی زینت مہندی۔ ٹوم جھلا۔ چوڑی۔ کڑی چھاگلیں زیر ختم ہوجاتی۔ سینے کی زینت ہار اسلاکٹ۔ گلوبند، چمپاکلی پرختم۔ مگر دنیا کے حسن کے دار الخلافہ چہرہ کی زیبائش کے لئے پاؤڈر مسی۔ سرمہ۔ لونگ۔ ٹیکا۔ نتھ۔ صابن۔ بیوڈ سرخی۔ غازہ۔ کریم لین۔ جھومر۔ شانکھ جس۔ بیوٹی۔ نقاب جالیدار طلاقی جھومر یہ سب لوازمات صرف ایک چہرہ کی آبادی و تزئین کے لئے ہیں

رکھے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر چہرہ کھل گیا تو تحفظ فروج اور تحفظ نظر میں غض بصر کی تکمیل ہرگز نہ ہوگی۔ اسی چہرہ سے تحفظ فروج وابستہ ہے۔

پھر تحفظ نسل کا مسئلہ۔ یہ بھی اسی پردہ پر موقوف ہے۔ بلکہ یہ صرف انسان میں نہیں بلکہ جانوروں میں بھی پردہ بغیر ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اصیل مرغ۔ اصیل گھوڑا وغیرہ اگر غیر اصیل سے مل جائے۔ تو نسل دوغلی ہو جاتی ہے۔ جو اس امر کے اعتبار کرنے والے ہیں وہ اپنے اصیل جانور مرغ وغیرہ کو ادھر ادھر نہیں جانے دیتے۔ عرب اور کاٹھیاواڑ کے گھوڑے عام گھوڑوں اور گدھوں کی مانند آوارہ نہیں چھوڑے جاتے۔

مختصر یہ کہ اپنی خواتین کو مطلق العنان بے پردہ کرنا خالص حماقت ہے اور خدا اور رسول کی مرضی کے بالکل خلاف ہے۔ پھر جو چیز انسان کو مرغوب و محبوب ہوتی ہے اسے ہمیشہ محفوظ و مقفل رکھا جاتا ہے۔ پھر خواتین جیسی مرغوب و محبوب چیز کو جس پر آپ جان و مال نثار کرتے ہیں۔ اسے شتر بے مہار کی طرح غیر محفوظ چھوڑ دیا جانا [illegible] زمانے کی آزادی سے ورنہ [illegible] تو دیکھا ہے ؎

نئے طریقوں سے صورت شرع کا زمانہ جب بکے گا
ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا ادھر بھی عفت نہ ہو سکے گا

بامعاملہ [illegible] اس کا علاج خدا ہی کرے تو ہو ورنہ ہم [illegible] آواز ہی پہنچانا ہے بقول اکبر ؎

غریب اکبر نے بحث پردہ کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا
نقاب الٹ ہی دی اس نے کہہ کر کہ کر ہی لیگا میاں موا کیا

خدا کے فضل سے بیوی میاں دونوں مہذب ہیں
حجاب اس کو نہیں آتا انہیں غصہ نہیں آتا

چشم غرور سے عاری تھی حسن جنوں پسند کو
عقل نے آنکھ بند کی اس نے حجاب اٹھا دیا

میدان جنگ میں اگر حضرت صفیہ ایک یہودی کو خیمہ کی چوب سے واصل جہنم کر دیتی ہیں۔ تو ایسے موقعہ پر آپ بھی پیش پیش رہنے کی سعی کریں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی میں اگر خواتین اسلام نے حصہ لیا تو آپ بھی اسوقت ایسا کرنے کے لئے تیار رہیں

مگر خدمت مجروحین و مجاہدین کے جذبہ میں پھنس کر آپکی خواتین اسلامی حدود سے ہرگز نہ بڑھیں۔ اس معاملہ میں جو کچھ جواب مگر جو ایسی خواتین کو دیتے ہیں وہ مخلصانہ طور پر دیتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی مخلصانہ طور پر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہونگی۔ اور بے پردگی کا حشر مدنظر رکھ کر اس سے اجتناب کریں گی۔ اکبر الہ آبادی کہتے ہیں ؎

کیا گذری جو اک پردے کے حدود سے باہر رہ سکتے تھے
عزت بھی گئی۔ دولت بھی گئی۔ بابا بھی گئی۔ بنیاد بھی گیا

عورت اور زینت

اصل میں لباب النزاع یہی دو لفظ ہیں۔ اس کی بابت تحقیق لغوی پیش کی جاتی ہے

منتہی الارب۔ عورت بالتحریک [illegible] شرم و [illegible] السوءة [illegible] وہر چیز کہ از اوشرم آید یعنی عورت زبان عربی میں انسان کے اس حصہ بدن کو کہتے ہیں۔ جسکے کھلنے سے شرم آتی ہے اور وہ لائق پردہ کرنا اور دیکھنا دکھانا موجب ننگ و عار ہو۔

مفردات امام راغب۔ العورة سوءة الانسان وذالک کنایة [illegible] من العار وذالک لما يلحق في ظهوره من العار اي المذمة ولذالک سمي النساء عورة۔ یعنی عورت انسان کا ستر ہے اور یہ مشتق ہے عار سے کیونکہ اسکا ظاہر کرنے سے انسان کو شرم لاحق ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے عربی میں عورت کا نام عورت رکھا گیا۔ اور جارو[illegible] [illegible] مغرب زدہ افراد ہر جنس پر حجاب کو شگاف کرتے ہیں [illegible] لئے لغوی معنی [illegible] عار [illegible] [illegible] کا شکار ہو کر ننگی یا آدھی ننگی پھرتا بھی [illegible] لیکن اسکی تقلید سے بچی ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں عورت کا مفہوم قریب قریب تمام کتب لغت میں یہی ہے۔

تحقیق لفظ زینت

زینت لغت میں اسباب آرائش۔ زیور اور لباس کو کہتے ہیں۔ مفردات میں علامہ راغب نے اسے تین قسم پر منقسم فرمایا۔ زینت نفسیہ۔ زینت بدنیہ۔ زینت خارجیہ۔

زینت نفسیہ کے معنے حسن علم و حسن اعتقاد کی ضرورت ہے۔

زینت بدنیہ کے معنے حسن و جمال خط و خال و قد و قامت سے دونوں ضروری ہے

زینت خارجیہ کے معنے مال و جاہ کی احتیاج ہے۔

محمداحمد ترازی

کراچی

اصل عبارت مفردات: والزینة بالقول المجمل ثلاث زینة نفسیة کالعلم والاعتقادات الحسنة وزینة بدنیة کالقوة وطول القامة وزینة خارجیة کالمال والجاه

قرآن کریم میں ولا یبدین زینتھن جو وارد ہوا ہے یہ عورتوں کے متعلق ہے۔ اور باختلاف صیغ اور بھی جگہ آیا ہے جیسے خذوا زینتکم عند کل مسجد وغیرہ وغیرہ لیکن عورتوں کی زینت کے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعود یوں فرماتے ہیں:۔

الزینة زینتان زینة ظاهرة و باطنة لا یراها الا الزوج فاما الزینة الظاهرة فالثیاب واما الزینة الباطنة فالکحل والسوار والخاتم یعنی زینت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسرے باطنی۔ کہ سوائے خاوند یا محرم کے کوئی نہ دیکھ سکے۔ وہ لباس ہے اور زیور باطنی وہ سرمہ، زیور اور انگوٹھی ہے۔ واللہ اعلم ۔

اس بحث پر خاص بحث ضروری ہے کہ مہر زینت میں ہے اور اس کا ظاہر کرنا منع ہے۔ تو یہ چہرے پر ہے یا پاؤں کے نیچے ہیں۔

فقیر قادری ابوالحسنات لاہور